آدھے خواب کے بعد

سمندر کو ستارے پی چکے ہوں گے
کناروں سے لپٹتے جنگلوں میں
بھُس بھرے ہاتھی قطاروں میں کھڑے ہوں گے
فنا کی آنکھ میں پھیلے
عجائب گھر کے سناٹے میں
کوئی بھربھری دیوار
ساکت سانس کی بنیاد پر ٹھہری ہوئی ہوگی
زمیں اُکتا چکی ہوگی
ہزاروں گردشوں کے بعد
چہروں کے حنوطی نقش
اپنی ذات کی تصدیق چاہیں گے
تو نیلے آسمانوں پر بھٹکتی انگلیاں
وہ نظم لکھیں گی
جو آدھے خواب کی منزل میں
ہم سے نامکمل رہ گئی تھی!